سوانح عمری

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

حیاتِ اشرف

مؤلف

مولانا ڈاکٹر غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خلیفہ مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مکتبۂ تھانوی کراچی

جب ان کی بھاوج صاحبہ نے کہا "بھائی تم نے چھوٹے کو تو انگریزی پڑھائی ہے وہ خیر کما کھائے گا۔ بڑا عربی پڑھ رہا ہے۔ وہ کہاں سے کھائے گا اور اس کا گزارہ کس طرح ہوگا؟ جائداد تو دو میں تقسیم ہوکر گزارے کے قابل نہ رہے گی۔" تو مرحوم پورے یقین کے ساتھ اور جوش سے کہہ اٹھے "بھابی صاحبہ! آپ کہتی ہیں کہ عربی پڑھ کر کھائے گا کہاں سے؟ خدا کی قسم جس کو آپ کمانے والا سمجھتی ہیں اس جیسے اس کی جوتیوں سے لگے لگے پھریں گے اور یہ ان کی طرف رخ بھی نہ کرے گا۔" یہی وجہ تھی کہ اکبر علی مرحوم سے کہیں زیادہ حکیم الامت ہی پر روپیہ صرف کرتے تھے اور کہتے تھے مجھے اس پر (حکیم الامت) رحم آتا ہے، وہ جو کچھ مجھ سے لیتا ہے میری زندگی ہی تک ہے، میرے بعد یاد رکھو کہ وہ میرے مال و متاع سے بالکل علیحدہ رہے گا، کس بلا کی فراست ہے، اور مزاج شناسی! اگر مرحوم کچھ اور ہوتے تو ان کی یہی باتیں کرامات کہلاتیں۔ کیونکہ ان کا ہر قیاس آئندہ زندگی میں حقیقت بن کر جلوہ نما ہوا۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ بھی بڑی ذہین اور صاحبِ نسبت بی بی تھیں آپ کے ماموں پیر جی امداد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحب حال و قال بزرگ تھے۔ یہ اپنے وقت کے مجذوبِ کامل حافظ غلام مرتضٰی صاحب پانی پتی کے مشورہ سے حیدر آباد دکن تشریف لائے۔ یہاں ملازم بھی ہوئے اور بعد کو حضرت مجذوب ہی کے ایما سے مرزا سردار بیگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ارادت میں داخل ہوئے جنہوں نے نوابی و جاگیرداری کو ٹھکرا کر فقر و درویشی اختیار کر لی تھی۔ گو حکیم الامت کو مسائل و حقائق میں اپنے ماموں سے اختلاف تھا مگر ان کا جذبۂ عشق بہرحال قابلِ قدر تھا، یہ ان کے عشق شعلہ بار ہی کا اثر تھا کہ بقول حکیم الامت۔ "ان کے اشعار سے آگ برستی تھی"۔ چنانچہ خود حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا یہ شعر بارہا نقل کیا ہے۔

ساقی ترا مستی سے کیا حال ہوا ہوگا
جب تو نے یہ مئے ظالم شیشے میں بھری ہوگی

آپ کے نانا میر نجابت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اعلی درجہ کے فارسی داں، انشاء پرداز لطیفہ گو، بزلہ سنج اور حاضر جواب بزرگ تھے۔ مولانا شاہ نیاز احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہء خاص کے مرید تھے۔ اور حافظ غلام مرتضٰی صاحب پانی پتی سے خصوصی تعلق رکھتے تھے۔

آپ کے جد اعلیٰ سلطان شہاب الدین علی ''فرخ شاہ'' کابلی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جن کی اولاد میں متعدد علمائے حقانی اور صوفیائے ربانی ہوئے ہیں۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ جلادالدین تھانیسری، اور شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اسی سلسلۂ ذہب کی چند کڑیاں ہیں۔ خود حضرت فرخ شاہ پہلے تو والی کابل رہے اور سلطنت غزنویہ کے زوال پر جذبۂ جہاد کے ماتحت کئی بار ہندوستان پر حملہ کر کے کافروں کو زیر کیا اور بامراد لوٹے۔ پھر اس ''جہاد اصغر'' سے فارغ ہو کر ''جہادِ اکبر'' میں مصروف ہوئے۔ **رجعنا من الجهاد الاصغر الى جهاد الاكبر**۔ کابل کے کوہسار کو اپنا نشیمن بنایا بزرگان چشت کے آگے زانوئے ارادت تہہ کر کے مرتبۂ کمال کو پہنچے۔ اور ایک عالم کو فیض یاب کیا اور پھر بعد وفات وہیں دفن ہوئے۔ یہ موضع آج تک درۂ ''فرخ شاہ'' کے نام سے مشہور اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔